33- الأحزا
34- سبا
35- فاطر

سُوْرَۃُ سَبَا

مکی ہے۔ اس کے حروف ۳۵۱۲۔ کلمے ۸۰۳۔ آیتیں ۵۵ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ ؕ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا ؕ وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۝ سب تعریف اللہ کے لیے ہے کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور آخرت میں بھی اُسی کی تعریف ہے[۲]۔ اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا اور جو کچھ اُس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا اور جو کچھ اسمیں چڑھتا ہے وہ (سب) جانتا ہے۔ اور وہی مہربان بخشنے والا ہے۔ پہلی آیت میں تمام اشیا کو اپنی ملک فرماتا ہے۔ پھر جس کو کچھ بھی عقل ہوگی وہ مملوک سے منہ پھیر کر مالک سے ہی واسطہ رکھیگا۔ اور جس مملوک سے

[۱] بیہقی نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سورت سبا مکہ میں نازل ہوئی (در)۔
[۲] آخرت کو خاص طور سے اس لئے ذکر فرمایا کہ آخرت کی نعمتیں ہی حقیقی نعمتیں ہیں۔۱۲

کچھ نفع پہنچیگا وہ حقیقت میں مالک سے ہی پہنچیگا۔ دوسری آیت میں اپنے علم وسیع کا
بیان فرماتا ہے کہ جو حشرات الارض اور قطرات اور دانے وغیرہ کہ زمین میں مخفی ہوتے
ہیں اور جو نکلتے ہیں اُنکی گنتی اور کیفیت وصفات سب جانتا ہے۔ اسیطرح آسمان سے
جو قطرات بارش کی بوندیں گرتی ہیں اور ملائکہ وغیرہ اترتے ہیں اور جو ملائکہ اور اعمال
صالحہ اُسمیں چڑہتے ہیں اُن سبکا شمار وکیفیت وصفت جانتا ہے۔ جسکا ایسا وسیع علم ہو
اُسی کے قول کا اعتبار ہے۔ جاہل کافر تو قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں جسطرح فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ
لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور کافروں نے کہا کہ ہم پر قیامت نہ آئیگی (اے نبی)
کہدو ہاں قسم ہے میرے پروردگار کی وہ ضرور تم پر آئیگی۔ جاننے والا غیب کا اُس سے
ذرہ برابر پوشیدہ نہیں ہوسکتا آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اُس سے چھوٹا اور
نہ اوس سے بڑا مگر یہ کہ کتاب ظاہر (لوح محفوظ) میں موجود ہے۔ جب کافروں نے
قیامت کے آنے سے انکار کیا تو اپنے نبی پاک کو وقوع قیامت کے لئے اپنی قسم کھانے کیلئے

ع ۱۲

عٰلِمُ نافع وشامی ساتھ رفع کے خبر مبتدا ہے۔ عَلّٰمِ حمزہ وکسائی ساتھ تشدید لام کے۔ لَا یَعْزِبُ کسائی ساتھ کسرہ زاء کے۔

لہ پہلی آیت کا ختم خبیر پر تھا۔ دوسری آیت میں اُسی خبرداری کی تاکید فرماتا ہے ۱۲۔ لا یعزب۔ قال مجاھد وقتادۃ لا یغیب (ابن کثیر) وعزب بعد وغاب وبابه دخل وجلس (مختار) ۵ اسیطرح اور دو جگہ فرمایا۔ ایک سورۂ یونس میں ویستنبئونك احق ھو قل ای وربی انه لحق دوسری سورۂ تغابن میں زعم الذین

حکم فرماتا ہے۔ پھر اپنی وسعت علمی کو بیان کرتا ہے کہ اگر ہڈیاں ذرہ ذرہ اور پارہ پارہ
ہو جائیں تو اس عالم غیب سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں اُن سبکا پھر اعادہ کریگا اور
اس اعادہ اور قیامت کے قایم ہونے میں جو حکمتیں ہیں اُسے اسطرح بیان فرماتا ہے

لِّيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ
سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝

تاکہ (اللہ) اُن لوگوں کو ثواب دے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے یہی لوگ ہیں جنکے
لئے مغفرت اور بہتر روزی ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ہرانے میں
کوشش کی یہی لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب دردو دینے والا ہے۔ اور (اے نبی) جب

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کفروا ان لن یبعثوا قل بلی وربی لتبعثن (ابن کثیر) معٰجزین۔ والعجز اصله
التاخر عن الشیٔ وهو ضد القدرة۔ واعجزت فلانا وعجزته وعاجزته جعلته عاجزا فمعاجزین قیل معناه
ظانین ومقدرین انهم یعجزوننا لانهم حسبوا ان لا بعث ولا نشور فیکون ثواب وعقاب وهذا فی المعنی
کقوله ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ومعجزین ینسبون الی العجز من تبع النبی صلی الله
علیه وسلم وذلک نحو جهلته وفسقته ای نسبته الی ذلک۔ وقیل معناه مثبطین ای یثبطون الناس
عن النبی صلی الله علیه وسلم کقوله الذین یصدون عن سبیل الله (مفردات) هو الحق۔ هو ضمیر
فصل مفید تاکید ہے۔ الحق ساتھ نصب کے مفعول ثانی یرے کا ہے۔ اور مفعول اول جملہ الذی انزل
الیک من ربک ہے (روح البیان) لہ سورۂ حج صفحہ ۴۴ میں اسکی تفسیر بسط سے گذری ہے ۱۲۔

ع ۲ ۔ رکوع ۱۲

معجزین ... حفص ... (margin note partly illegible)

لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ لوگ جو تمہارے پروردگار کیطرف سے تمہاری جانب

نازل کیا گیا ہے اُسے حق جانتے ہیں اور وہ (خدا ہے) غالب سزاوار حمد کی راہ کی

طرف ہدایت کرتا ہے۔ قیامت کا ہونا اس لئے ضروری ہوا تا نیک بختوں کو نعمتیں

ملیں اور بدبخت کافروں کو دکھ کی مار نصیب ہو۔ ان دونوں میں امتیاز و

فرق ہونے کے لئے وہ روز مقرر ہوا ہے چنانچہ ایک جا ارشاد فرمایا اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ۔ اور ایک حکمت

یہ ہے کہ جو قرآن پر ایمان لائے تھے وہ کل قیامت میں عذاب و ثواب کو آنکھوں سے

دیکھ لیں گے۔ اُنھیں قیامت کی حقیقت عین الیقین ہو جائیگی تو پکار اُٹھیں گے

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔ جو قرآن کو حق سمجھیگا وہ قیامت کی حقیقت

و رسول پر بھی ایمان لائیگا۔ جو قرآن کا منکر ہے وہ قیامت و رسول سے بھی ٹھٹھا کرتا ہے جسطرح

فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ٦

اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٧

كل ممزق۔ هو مصدر ميمي او اسم مكان فينتصب كل على الظرفية۔ لان كلا لها حكم ما تضاف اليه

(خفاجی) جديد۔ بمعنى فاعل من جد الثوب والشئ بمعنى صار جديدا وهو لازم فلا يكون بمعنى

مفعول الخ (خفاجی) اَفْتَرٰى۔ ہمزہ استفہام ہے بسبب اس کے ہمزہ وصل محذوف اور افترا اپنی

جانب سے جھوٹ بنا کر کہنا ہے۔ اور جھوٹ کبھی بطور تقیہ یا بھول چوک سے بھی کہدیتے ہیں۔ تو افترا کذب سے اخص ہے۔

بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ۝ اور کافروں نے (باہم) کہا کہ کیا ہم تمہیں
ایسا شخص بتائیں جو تم سے بیان کرتا ہے کہ جب تم (مر کے سڑ گل جاؤ گے اور) بالکل ریزہ
ریزہ ہو جاؤ گے بیشک تم (دوبارہ) ایک نئی پیدایش میں ہو گے۔ کیا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے) خدا پر جھوٹ افترا کر لیا یا اُسے جنون ہے۔ (کچھ بھی نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر
ایمان نہیں لاتے وہ عذاب میں اور بڑی گمراہی میں ہیں۔ کافرونکی سرکشی قابل
غور ہے۔ جو ذات پاک کہ اظہر من الشمس ہے انکو بطور تمسخر ایک شخص کہتے ہیں۔ اور
قیامت کے انکار میں کسقدر بے باکی کی کہ خود حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم
کو مفتری و دیوانہ بنایا۔ یعنے دو حال سے خالی نہیں۔ اگر عقل ہے تو آپنے اللہ پر جھوٹ
باندھا ہے۔ ورنہ دیوانہ پن ہے۔ لیکن تیسرا حال نہ جانا کہ آپ عقلمند بھی ہیں سچے بھی ہیں
اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اُن کے مقابلہ میں اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرفداری
کر کے فرمایا کہ یہی کافر عذاب میں اور پرلے درجہ کی ضلالت میں ہیں۔ افترا کے مقابلہ میں
عذاب ہے اور جنون کے مقابلہ میں ضلال۔ کافروں نے اتنا نہیں سمجھا جو ہر بات پر
قادر ہے اُس کے پاس حشر و نشر کون بڑی بات ہے۔ اسی لئے اپنے کمال قدرت کی
ایک اور دلیل بیان فرماتا ہے۔ اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ

یشأ یخسف حمزہ و کسائی نے یا کے ساتھ — یسقط مثل مذکور

۱۶ ع ۱۴ ع

ع ۹

کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝ ۹ کیا ان لوگوں نے آسمان و زمین کی طرف جو ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے نظر نہیں کی۔ اگر ہم چاہیں تو انھیں زمین میں دھسادیں یا اُن پر آسمان سے ٹکڑے گرادیں بیشک البتہ اسمیں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے نشانی ہے۔ یہ سارا کارخانہ جس کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ اعادۂ اجسام پر بھی قادر ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اعرابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اُٹھنے کی کیفیت کس طرح ہوگی فرمایا کبھی تو جنگل میں ایسے وقت گذرا کہ وہ چٹ پٹ میدان ریگستان تھا۔ اُس نے عرض کی جی ہاں۔ پھر فرمایا کہ دوبارہ تیرا گذر اُس جنگل میں ایسی حالت میں ہوا کہ وہ بارانِ رحمت سے لہلہاتا ہوا سبزہ زار ہوگیا۔ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ اسی طرح قیامت کا اُٹھنا ہے **غرض** کافروں کو ڈراتا ہے کہ تم انکارِ قیامت اور آنحضرت کو جنون کی نسبت کرنے سے باز آؤ۔ ورنہ ہم تمھیں زمین میں دھسا دینا یا آسمان سے ٹکڑے گراکے پامال کردینا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔ اس لحاظ زمین و آسمان میں رجوع

کسفاً - ٹکڑے ... ۱۲

دلائل وقوع قیامت

مُنیب۔ قال قتادۃ المقبل الی اللہ (ابن کثیر)۔ کسفاً جمع کسفۃ۔ قال ابوزید کسفت الثوب اکسفہ کسفاً اذا قطعتہ قطعاً (مفردات) اسکی تفصیل سورۂ بنی اسرائیل صفحہ ۲۵۷ میں گذری ۱۲-

کرنے والے بندے کے لئے آگاہی و دلالت ہے تا اپنے رب کو ہر طرح قادر سمجھے۔ اور اسیکو
اپنا مرجع و ماویٰ جانے۔ چنانچہ[1] انھیں راجعین الی اللہ میں سے حضرت داؤد علیہ السلام
ہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝
اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اور
بے شک البتہ ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی۔ (اور ہم نے کہا کہ) اے پہاڑو
داؤد کے ہمراہ تسبیح کرو اور پرندوں کو (انکا تابع بنایا) اور ہم نے اُن کے لئے لوہے کو
نرم کر دیا (اور انھیں حکم دیا) کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ کا
لحاظ رکھو اور تم سب نیک کام کرو۔ بیشک جو تم کرتے ہو میں دیکھ رہا ہوں۔ اِس جگہ
داؤد علیہ السلام کے تین معجزوں کا ذکر ہے (۱) پہاڑوں کی تسبیح (۲) پرندوں کی اطاعت

[1] چنانچہ حضرت داؤد کی شان میں فرمایا وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ۔ اَوِّبِيْ۔ ای سبحی قالہ ابن عباس ومجاهد وغير واحد (ابن كثير) ای رجعی التسبیح معه (تاج العروس شرح قاموس) سٰبِغٰتٍ قال قتادة وابن زيد دروع (ابن جرير) السابغة الدرع الواسعه (مختار) وَقَدِّرْ فِی نسجها بحيث تتناسب حلقها۔ السَّرْدِ۔ قال ابن عباس حلق الحديد (ابن كثير) والسرد نسج الدرع وهو تداخل الحلق بعضها في بعض والسرد اسم جامع للدروع وسائر الحلق۔ (تاج العروس) [2] باضمار قلنا بدل كل او اشتمال من اٰتينا (خفاجی) [3] وسخرنا له الطير (ابن جرير) [4] امرناه (بیضاوی) [5] اندازہ سے مطلب یہ ہے کہ زرہ کے حلقے برابر موزوں و خوشنما رہیں۔ یا یہ کہ تھوڑا وقت اس میں صرف کرو باقی عمل صالح میں۔ ۱۲

وتسخیر (۳) لوہے کا نرم ہونا۔ جس طرح سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات عطا ہوئے تھے۔ فاضل بریلوی رضا ؎

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں	بارک اللہ مجمع عالم یہی سرکار ہے

اور حضرت داؤد علیہ السلام بہت خوش آواز تھے۔ ان ساری نعمتوں کے بعد انکے بیٹے سلیمٰن علیہ السلام کو جو نعمتیں عنایت ہوئیں بیان فرماتا ہے۔ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ

لہ حسن بصری و قتادہ و اعمش وغیرہم نے فرمایا کہ حضرت داؤد کو ضرورت نہ ہوتی کہ لوہے کو آگ میں ڈالیں یا ہتھوڑی سے کوٹیں۔ بلکہ تاگے کی طرح انگلیوں سے بٹ لیتے تھے (ابن کثیر) ؎ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں تشریف فرما ہو کر ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قرأت سنی۔ پھر فرمایا کہ مزامیر آل داؤد میں سے اس شخص کو ایک مزمار عطا ہوئی ہے۔ ابو عثمان ہندی نے کہا کہ میں نے ابو موسےٰ اشعری کی آواز سے بہتر کسی چنگ و بربط و یکتارہ کی آواز نہیں سنی (ابن کثیر) ؎ اور یہ دوسری منیب ہیں چنانچہ فرمایا ولقد القینا علی کرسیه جسدا ثم اناب۔ غُدُوُّهَا۔ والغد وضد الرواح۔ وقد غدا من باب سما اور رَوَاحُهَا۔ الرواح ضد الصباح وهو اسم للوقت من زوال الشمس الى الليل وهو ايضا مصدر راح يروح ضد غدا يغد و (مختار) وَاَسَلْنَا۔ ای اذبنا۔ والاسالة فى الحقيقة حالة فى القطر تحصل بعد الاذابة (مفردات) الْقِطْر۔ النحاس قاله ابن عباس ومجاهد وعكرمة وغير واحد (ابن كثير) والقطر بوزن القطر النحاس (مختار) يَزِغْ۔ الزيغ الميل عن الاستقامة (مفردات) ۱۲۔

مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ

شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ اور سلیمان کے لئے ہوا کو (ہم نے تابع کر دیا)

اول روز اسکی سیر ایک مہینہ اور آخر روز اسکی سیر ایک مہینہ اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا

چشمہ جاری کیا۔ اور ان کے رب کے حکم سے ان کے سامنے بعضے جنات کام کرتے تھے۔

اور جو ان میں سے ہمارے حکم سے روگرداں ہوگا اسے عذاب دوزخ (کا مزہ) چکھائینگے

جو (سلیمان) چاہتے تھے (جنات) ان کے لئے وہ کام کرتے تھے محرابوں سے اور تصویروں سے

محلوں

محاریب۔ ھی البناء الحسن وھو اشرف شیٔ فی المسکن وصدرہ۔ قال قتادہ ھی القصور والمساجد (ابن کثیر) عن الاصمعی العرب تسمی القصر محرابا لشرفه (تاج العروس) ومحراب المسجد۔ قیل سمی بذالك لانه موضع محاربة للشیطان (مفردات) تماثیل۔ قال عطیة العوفی والضحاك والسدی التماثیل الصور (ابن کثیر) التمثال الشیٔ المصور (مفردات) جفان جمع الجفنة خصت بوعاء الاطعمة (مفردات) والجفنة القصعة (قاموس) القصعة کاسه بزرگ (غیاث) کالجواب جمع جابیة وھی الحوض الذی یجبی فیه الماء وقال ابن عباس کالجوبة من الارض۔ وقال العوفی عنه کالحیاض وکذا قال مجاهد والحسن وغیرهم (ابن کثیر) یقال جبیت الماء فی الحوض جمعته۔ والحوض الجامع له جابیه۔ وجمعها جواب۔ ومنه قوله تعالی یجبی الیه ثمرات (مفردات) قدور۔ القدر اسم لما یطبخ فیه اللحم (مفردات) الراسیات معنی ہیں ثابتات کے۔ یعنی اپنی جگہ پر جمی ہوئی۔ اسقدر بڑی تھیں کہ وہاں سے نقل نہیں ہوسکتی تھیں بلکہ وہ دیگیں اپنی ہی جگہ پر رکھی رہتی تھیں۔ اسیطرح مجاہد ضحاک وحسن وغیرہم نے کہا (ابن کثیر) شکرا۔ مصدر من غیر الفعل او منه مفعول له (ابن کثیر) ۱۲

اور دیگیں جمی ہوئیں (اور ہم نے اُن سے کہا کہ) اے آلِ داؤد شکر کا کام کرو اور

میرے بندوں میں سے شکر گذار تھوڑے ہیں۔ یہاں سلیمان علیہ السلام کے تین

معجزوں کا بیان ہے۔ (۱) ہوا کی تسخیر (۲) تانبے کا پگلنا (۳) جنات کی اطاعت۔

جسطرح سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملائکہ مطیع تھے۔ خلیق ۵

فرشتے ہلاتے تھے جھولا نبی کا۔	قمر جانتا تھا استارا نبی کا

تماثیل سے مراد تصاویر ہیں۔ بعضوں نے کہا وہ غیر جاندار چیز درختوں وغیرہ

کی تصاویر تھیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ وہ حیوانات کی تصویریں تھیں ہماری

شریعت میں وہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اور تصویر بنانے والے پر سخت عذاب اور

جس مکان میں تصویر رہے وہاں فرشتوں کا نہ آنا احادیث سے ثابت ہو گیا خلیق ۵

ملک آتے نہیں جس گھر میں صورت ہو تو صد حسرت	کہ خود ہم قصر دل میں غیر کی تصویر رکھتے ہیں

لہ حسن بصری نے فرمایا کہ آپ کے تخت و بساط کو ہوا لے اڑتی تھی (مختصراز ابن کثیر) اسکا تفصیل سے بیان سورۂ انبیا صفحہ ۵۵۶ میں گذرا۔ ٣ه سدی نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام کے لئے تین دن تانبا پگل کر بہا تھا (ابن کثیر) ٣ه بخاری و مسلم و نسائی نے روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ تصویریں بناتے ہیں انھیں روزِ قیامت عذاب کیا جائیگا۔ اور کہا جائیگا کہ انھیں زندہ کرو جنھیں تم نے بنایا ہے۔ ایک روایت میں بخاری و ترمذی و نسائی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ وہ روح نہ پھونک سکیگا۔ امام مالک و بخاری و مسلم و نسائی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائے

جاندار کی تصویر

مصوروں کو سخت عذاب ہوگا۔

بعد ان نعمتوں کے شکر کا حکم فرماتا ہے حضرت داؤد و سلیمٰن علیہما السلام کے شکر کی کیفیت احادیث میں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور میں نے اپنی گھر کی میں پردہ لگایا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ آپنے جب اُس پردہ کو دیکھا تو پھاڑ ڈالا۔ اور آپ کا چہرۂ مبارک بسبب غصہ کے متغیر ہوگیا۔ اور فرمایا اے عائشہ قیامت کے دن بہت سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا کرتے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم نے اُس پردہ کو پھاڑ کر ایک یا دو تکیہ بنا ڈلے۔ بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی بروایت ابو طلحہ انصاری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس گھر میں کتے یا تصویریں ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ امام مالک و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں کل شب کو آپ کے پاس آیا تھا تو میرے اندر آنے میں کوئی شے مانع نہ تھی بجز اس کے کہ گھر میں پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ اور گھر میں کتا تھا۔ اور دروازہ پر مردوں کی تصویریں تھیں۔ آپ حکم دیجیے کہ تصویروں کے سر کاٹ دئے جائیں تاکہ درخت کی طرح ہوجائیں اور پردہ کے دو تکیہ بنا لئے جائیں جو کہ پڑے جائیں۔ اور کتا باہر نکال دیا جائے۔ چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا۔ ابو داؤد و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو۔ یا ناپاک شخص ہو۔ یا کتا ہو اُس میں فرشتے نہیں آتے۔ یہ سب حدیثیں تیسیر الاصول سے نقل کی گئیں۔ ۱۲ سلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو داؤد علیہ السلام کی نماز زیادہ پسند ہے کہ آدھی رات تک سوتے۔ پھر تہائی رات کھڑے ہوکر نماز پڑھتے۔ پھر چھٹا حصہ سو رہتے۔ اور اللہ تعالےٰ کو آپ کے روزے بھی زیادہ پسند ہیں کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے تھے۔ اور جب کافروں سے جہاد کرتے تو بھاگتے نہ تھے (ابن کثیر از صحیحین) فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب کس طرح تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں حالانکہ ادائے

مروی ہے۔ اور حضرت سلیمٰن علیہ السلام باوجود اس بادشاہت کے جو کی روٹی کھاتے تھے۔

اب حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کی کیفیت بیان فرماتا ہے۔ فَلَمَّا

قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝

پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم جاری کیا تو انکی موت سے جنات کو نہ آگاہ کیا

مگر دیمک نے کہ انکا عصا کھاتی تھی۔ پس جب سلیمان گرے تو جنات آگاہ ہوئے

اگر وہ غیب جانتے تو رسوا کرنے والے عذاب میں نہ رہتے۔ جنات[1] عمارت مسجد بیت المقدس

بنا رہے تھے۔ اور پوری نہ ہوئی تھی کہ ملک الموت نے آکر سلیمان علیہ السلام کو آگاہ

کیا کہ موت کا وقت آگیا۔ اور منظور[2] یہ تھا کہ اُن کی موت کے بعد بھی جنات اسی طرح

منسأته نافع و بصری الف سے بجائے ہمزہ کے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) شکر بھی تیری طرف سے ایک نعمت ہے۔ حکم ہوا کہ اب تم نے شکر ادا کیا جب یہ جان لیا کہ نعمت میری طرف سے ہے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کی والدہ اُن سے کہتی تھیں کہ اے بیٹے رات میں زیادہ نہ سونا۔ کیونکہ رات میں زیادہ سونا قیامت کے روز آدمی کو فقیر کر چھوڑیگا (ابن کثیر از ابن ماجہ) [1] شفاء شریف۔ دابۃ الارض۔ قال ابن عباس الارضۃ (ابن جریر) الارضۃ الدودۃ التی تقع فی الخشب من الارض (مفردات) منسأتہ۔ ای عصاہ قالہ ابن عباس و غیرہ (ابن کثیر) ای عصا۔ ینسأ بہ الشیٔ ای یؤخر (مفردات)۔ [2] بہت سے لوگوں نے سلف سے اسی کے مانند بیان کیا (ابن کثیر) [3] مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ منکران حشر جسمانی کے لئے فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالےٰ عدم سے وجود میں لایا۔ اسیطرح

برابر کام کرتے رہیں۔ آپ نے عصا کے سہارے کھڑے کھڑے انتقال فرمایا۔ سال بھر کے بعد جب دیمک نے عصا کو کھالیا تو آپ زمین پر گر پڑے۔ اسوقت جنات کو سلیمان علیہ السلام کے وفات کا علم ہوا۔ اور جاہلوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ بعد شکر گذاروں کے ناشکری کرنے والوں کا قصہ بیان فرماتا ہے۔ لَقَدْ

كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) قیامت میں دوبارہ زندہ کریگا۔ عدم بھی اسکا مطیع و بندہ ہے۔ ہمیں عبادت کرنی چاہیے ہمارا سلیمان جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہمیشہ زندہ ہے۔ ۵

آں عدم او را ہمارہ بندہ است	کارکن دیوا سلیماں زندہ است
دیو مے سازد جفان کالجواب	زہرہ نے تادفع گوید یا جواب

لسبا۔ اسم للحی۔ او الاب الاکبر۔ وھو سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ثم سمیت مدینۃ مأرب بسبا بینہا و بین صنعاء مسیرۃ ثلاث (نیشاپوری) و یعرب بن قحطان اول من تکلم بالعربیۃ فھو ابو عرب الیمن۔ یقال لہم العرب العاربۃ۔ و یقال لمن تکلم بلغۃ اسمٰعیل العرب المستعربۃ وھی لغۃ اھل الحجاز (روح البیان) جنّٰتٰن۔ بدل من اٰیۃ ای جماعۃ عن یمین بلدھم و جماعۃ عن شمالہ کل واحدۃ منہما فی تقاربہا و تضایقہا کانہا جنۃ واحدۃ او بستانا کل رجل منہم عن یمین مسکنہ و عن شمالہ (بیضاوی) سیل العرم۔ اخرج ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم قال ابن عباس العرم الشدید (در) ای سیل المطر العرم وھو من اضافۃ الموصوف الی صفتہ۔ فالعرم بمعنی الشدید و عرم مثلث الراء ای اشتد (خفاجی) ۱۲۔

کیفیتِ انتقال سلیمان علیہ السلام

لسبأ بزی و بصری فتح ہمزہ سے بغیر تنوین کے باعتبار قبیلے کے یا ارض کے غیر منصرف ہے۔ لسبأ قنبل سکون ہمزہ سے۔ مسکنہم کسائی کسر کاف سے۔ مسکنہم نافع و ابن کثیر و بصری و شامی و شعبہ جمع سے ۱۲۔

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ۝
ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ البتہ بیشک واسطے (قوم)
سبا کے ان کے رہنے کی جگہ میں نشانی تھی دو باغ سیدھے اور بائیں تھے۔ (ہم نے
ان سے کہا کہ) اپنے پروردگار کے رزق سے کھاؤ اور اسکا شکر کرو۔ پاکیزہ شہر ہے اور
بخشنے والا پروردگار ہے۔ پس انھوں نے (توحید سے) منہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر زور کی
لوٹ بھیجی اور ان کے دونوں باغوں کے عوض دو باغ انھیں ایسے بدلدئے جنمیں
کڑوے پھل اور جھاؤ اور کچھ بیر کے درختوں سے تھے۔ یہ ہم نے انھیں بسبب کفر کے
بدلہ دیا۔ ہم ناشکروں ہی کو سزا دیتے ہیں۔ سبا[۵] ایک شخص تھا جسکی نسل سے یمنی عرب کی

اُکُلِ خَمْطٍ بصری کی ترک تنوین سے بسبب اضافت کے

وَھَلْ نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْکَفُوْرَ نافع ومکی وبصری وشامی وشعبہ صیغہ مجہول سے ساتھ یا کے اور الکفور نائب فاعل سے۔ یعنے ناشکروں ہی کو سزا دیجاتی ہے

ذَوَاتَیْ۔ ذو یثنی ویجمع ویقال فی المؤنث ذات۔ وفی التثنیۃ ذواتا وفی الجمع ذوات ولا یستعمل شیء منہا الا مضافا (مفردات) وھو صفۃ لجنتین۔ اُکُل۔ الاکل لما یؤکل بضم الکاف وسکونہ (مفردات) اُکُل خَمْط۔ قال ابن عباس وغیرہ الخمط الاراک (ابن کثیر) اراک فتح کے ساتھ پیلو کا درخت جس کے جڑ کی مسواک کرتے ہیں (منتخب) الخمط الحامض والمر من کل شیء وشجر قاتل (قاموس) قال ابن بری من جعل الخمط الاراک فحق القراءۃ بالاضافۃ لان الاکل الجنی (ای الثمر) فاضافہ الی الخمط۔ ومن جعل الخمط ثمر الاراک فحق القراءۃ ان تکون بالتنوین ویکون الخمط بدلا من الاکل۔ ویکل قراءتہ القراء (تاج العروس) تسمیۃ البدل جنتین للمشاکلۃ والتھکم۔ (بیضاوی) واَثْل۔ قال العوفی عن ابن عباس ھو الطرفاء (ابن کثیر) مِن سِدْر۔ ای شجر نبق والسدر صنفان نوع منہ لا ثمر لہ ویسمی الضال وھو انسب ھھنا۔ (خفاجی)

۵ فروہ بن مسیک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ سبا وادی کا نام ہے یا کوئی

دس اصول قبایل ہیں۔ اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی
اشعار میں بشارت دی تھی[۲]۔ (جس شہر میں یہ رہتا تھا اسے بھی سبا کہنے لگے)
یہ شہر ملک یمن میں تھا نہایت ہی شاداب و پر بہار۔ دورویہ باغ۔ درخت سبز
و میوہ دار۔ غرض ہر طرح کی راحت و نعمت ملی تھی۔ جو انبیا علیہم السلام ان کے زمانے میں
مبعوث ہوئے ایک زمانے تک انکی اطاعت کی۔ آخر میں ناشکری کی۔ اور توحید
سے منہ موڑا (آفتاب کی پرستش شروع کر دی) اسوقت اللہ تعالیٰ نے سخت سیلاب
بھیجا۔ لوگ متفرق ہو گئے۔ آبادی برباد ہو گئی۔ شیریں میوے کے بدلے جنگلی خاردار
درخت اور بدمزہ پھل پیدا ہوئے۔ یہ ان کے کفر کا بدلہ ہے۔ اور یہ سزا ناشکر و نکو
ہی ہوتی ہے۔ اس ہلاکی کے قبل ایک اور نعمت بھی دی تھی یعنے آباد شہر ملک شام تک

(بقیہ صفحہ گذشتہ) پہاڑ ہے یا کیا چیز ہے۔ آپنے فرمایا کہ سبا عرب میں سے ایک شخص تھا جسے دس بیٹے
پیدا ہوئے تھے جن میں سے چھے بیٹوں نے دائیں طرف یمن میں اور باقی چار نے بائیں جانب شام میں
سکونت اختیار کی تھی۔ جنہوں نے یمن میں سکونت اختیار کی وہ ازد۔ اشعری۔ حمیر۔ کندہ۔ مذحج۔
انمار ہیں۔ انماری کو بجیلہ و خثعم کہتے ہیں۔ جنھوں نے بائیں جانب شام میں سکونت اختیار کی لخم۔
جذام۔ عاملہ۔ غسان۔ ہیں (امام احمد و ترمذی و بخاری اپنی تاریخ میں وغیرہم۔) [۱] ابن کثیر نے
حدیث مذکور کی اسطرح شرح کی۔ [۲] ابن کثیر نے کتاب الکلیل سے یہ اشعار اسطرح نقل کئے۔

ویملک بعد قحطان نبی ۞ تقی سید خیر الانام ۞ یسمی احمد یا لیت انی ۞ اعمر بعد مبعثہ بعام
فاعضدہ واحبوہ بنصرتی ۞ بکل مدجج وبکل رام ۞ متی یظہر فکونوا ناصریہ ۞ ومن یلقاہ یبلغہ سلامی

متصل واقع تھے۔ جس طرح بیان فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي ۱۸
بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِينَ ۝
فَقَالُوا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ ۱۹
كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ اور ہم نے ان کے اوران
بستیوں کے درمیان میں جن میں ہم نے برکت دی تھی بستیاں ظاہر بنائی تھیں
اور ہم نے ان بستیوں کے درمیان میں رفتار کو ٹھیرا دیا تھا (اور کہا) کہ رات دن
ان میں امن سے چلو۔ پس انھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں کے
درمیان میں دوری کر دے۔ اور انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پس ہمنے
ان لوگوں کو کہانیاں بنادیا اور ہم نے انھیں پورے طور پر پارہ پارہ کر دیا بے شک
اس میں ہر صابر و شاکر کے لئے نشانیاں ہیں۔ یعنی ان کے شہر سے ملکِ شام تک
بستیاں ظاہر یعنے پیش نظر تھیں۔ اور سرِراہ آبادی سے آبادی ملی ہوی تھی۔ اور
ہر ایک مسافر کے لئے منزل کا اندازہ معلوم تھا۔ مثلاً صبح کو چلا تو قیلولہ کے وقت فلاں
بستی میں پہنچ جائیگا۔ اب کسی بات کی فکر نہ تھی نہ چور کا خوف نہ زادِ راہ کی ضرورت۔
دن اور رات میں جب چاہو سیر کرو۔ انھوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی۔ اُکتا گئے۔
اور اسکی ضد کے طالب ہوے۔ کہنے لگے کہ سیر و سفر کا کچھ مزہ نہیں آتا۔

بَعِّدْ مکی و بصری وہشام تفعیل سے

دعا کی کہ پروردگار ہمارے سفر میں فاصلہ ہونا چاہیے۔ اس ناشکری کا بدلہ یہ ہوا کہ سب متفرق و پریشان ہو گئے۔ اور اب لوگ بطور کہانیوں کے ان کے حالات بیان کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اسمیں نشانیاں ہیں یعنے ناشکری سے نعمت کو بیقدر نہ جانے ورنہ نعمت جا کر بلا آتی ہے اور اللہ تعالےٰ سے علاقہ ٹوٹ کر شیطان کی پیروی نصیب ہوتی ہے

جسطرح فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ اور البتہ بیشک ابلیس نے اپنے گمان کو ان کے حق میں سچ کر دکھایا پس انھوں نے اسکی اتباع کی سوائے مومنین کے ایک فریق کے۔ اور ابلیس کو ان پر کچھ حکومت نہ تھی مگر تاکہ ہم جانیں اس شخص کو جو آخرت کی تصدیق کرتا ہے ایسے شخص سے جو آخرت کی طرف سے شک میں ہے اور (اے نبی) تمھارا رب ہر چیز کا نگہبان ہے۔ ابلیس نے وقتِ لعنت کہا تھا کہ میں ضرور اولادِ آدم کو بہکاؤنگا۔ یہ صرف اسکا گمان تھا لیکن جب ان لوگوں نے اس کے گمان کے موافق اسکی اتباع کی تو اسکا گمان سچا ہو گیا۔ لیکن مومنینؔ اس سے مستثنےٰ ہیں اور شیطان کو

صدّق نافع و مکی و بصری و شامی تخفیف دال سے یعنے اپنے گمان میں ابلیس سچا ہوا۔

ع ۲۰ ۱۴ ع

ف اگر من المؤمنین میں من بیانیہ ہے تو کل مومنین نے توحید و رسالت وغیرہ میں شیطان کی پیروی نہیں کی۔ اور اگر من تبعیضیہ ہے تو خواص مومنین مستثنےٰ ہیں۔ ۱۲

زبردستی مجبور کرنیکا تو اختیار نہیں ہے لیکن صرف وسوسے ڈالتا ہے اور وہ بھی اسلئے
تاکہ مخلص ومنافق اور مؤمن وکافر میں امتیاز ہو جائے۔ اور پروردگار تو ہر ایک
کے موافق اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ **بعد ذکر ابلیس متبعین ابلیس کو خطاب فرماتا ہے۔**
قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ (اے نبی کہدو)
پکارو سوا اللہ کے جنھیں تم (معبود) گمان کرتے ہو۔ وہ ایک ذرہ برابر نہ آسمانوں میں
اور نہ زمین میں مالک ہوتے ہیں اور دونوں (یعنے آسمان وزمین) میں انکی کچھ بھی
شرکت نہیں اور ان (معبودان باطل) میں سے کوئی بھی اللہ کا مددگار نہیں یعنی
یہ اصنام نہ بطور استقلال کسی شے کے مالک ہیں اور نہ بطور شرکت۔ اور نہ وہ خدا کی
مددگاری کر سکتے ہیں۔ پھر یہ کسی طرح بھی خدائی کے سزاوار نہیں ہیں۔ ہاں اقسام
نفع میں سے ایک شفاعت باقی رہی وہ بھی انھیں حاصل نہیں جسطرح فرماتا ہے۔
وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا

لہ چونکہ تمیز سبب علم ہے اس لئے لنعلم میں علم سے مراد تمیز ہے (خطیب) **حتی**۔ غایت مضمون کلام کے لئے ہے جو انتظار اذن پر دال ہے گویا اسطرح ہے کہ لوگ قیامت کے روز منتظر اور ڈرتے ہوئے کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا خوف اذن شفاعت دیکر دور کر دیا جائیگا تو خوش ہوکر ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کہا تو وہ کہیں گے کہ قول حق کہا یعنے شفاعت کا

أُذِنَ لَهُ بصری حمزہ کسائی ضم ہمزہ کیساتھ بصیغہ مجہول۔ اور لہ قائم مقام فاعل ہے
فُزِّعَ شامی ساتھ فتح فا وزا کے بصیغہ معروف۔ اور فاعل ضمیر مستتر ہے جو لفظ اللہ کیطرف راجع

مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ اور اللہ کے نزدیک شفاعت

نفع نہیں دیتی مگر اسی کو جس کے لئے اس نے اجازت دی ہے۔ یہانتک کہ جب

ان کے دلوں سے ہیبت کھولدی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا

کہا۔ کہتے ہیں حق کہا۔ اور وہی برتر و بزرگتر ہے۔ اس آیت سے شفاعتِ انبیاء و اولیا ثابت ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو شفاعت کرنیوالوں کے سردار ہیں۔ آپ کو دنیا ہی میں اذن ملنا احادیث[له] سے ثابت ہو گیا ہے۔ دوبارہ قیامت میں بھی آپ کو اذن عنایت فرمائیگا تا تمام مخلوق آپ کی دست نگر رہے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اذن مسلمانوں کے لئے دیا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ تفزیع غایت وحی ہے جو مستفاد قل سے ہے اس لئے کہ وحی کے وقت فرشتوں کو خوف لاحق ہوتا ہے جس طرح حدیث میں آیا ہے۔ (نیشاپوری) بخاری و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالے آسمان پر کوئی حکم نافذ کرتا ہے تو ملائکہ کمال ہیبت و فروتنی سے پر پھٹپھٹاتے ہیں گویا کہ صاف پتھر پر زنجیر ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے ہیبت دور کی جاتی ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا الخ (در) فُزِّعَ۔ قال ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما جلّی عن قلوبہم (ابن کثیر) ای ازیل الفزع عنہم۔ یقال قرد البعیر اذا اخذ منہ القراد ویقال لھذا التشدید السلب (کبیر)

له بخاری و مسلم نسائی میں ہے کہ اُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ یعنے مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ اسی طرح بہت سے احادیث ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اہل سنت کے پاس حق و ثابت ہے برخلاف نجدیہ کہ اون کے پاس آپ کی شفاعت یقینی نہیں چنانچہ اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ "جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے" شفاعت کا پورا بیان اسی تفسیر کے صفحہ ۱۸۱ سے صفحہ ۲۰۰ تک ہے۔ مقام محمود کی تفسیر میں دیکھو۔ ۱۲

اور جو اس حضورؐ سے منہ پھرائے وہ مردودِ الٰہی ہو وے شیخ الہند[1] فرماتے ہیں

آں روز روزِ محمد است۔ وسخن سخنِ او۔ ومہمان او۔ ودیگراں طفیلی اندالخ یعنے

جب شفاعت کا اذن سُنا جائیگا تو اُس اذن کی سماعت سے خوف طاری ہوجاتا

ہے۔ اس اذن کے سماع پر ہی موقوف نہیں بلکہ جب[2] اللہ تعالٰے وحی کے ساتھ

کلام فرماتا ہے تو اہلِ آسمان اُس کلام کو سُن کر ہیبت سے کانپ اٹھتے ہیں اور

غشی کی طرح انکی حالت ہوجاتی ہے غرض ہر طرح کا اختیار اُسی مالک الملک کو

ہے جسطرح فرماتا ہے۔ قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰہُ ۙ

وَاِنَّاۤ اَوۡ اِیَّاکُمۡ لَعَلٰی ہُدًی اَوۡ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ قُلۡ لَّا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّاۤ اَجۡرَمۡنَا

وَلَا نُسۡـَٔلُ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ قُلۡ یَجۡمَعُ بَیۡنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفۡتَحُ بَیۡنَنَا بِالۡحَقِّ ؕ وَہُوَ

الۡفَتَّاحُ الۡعَلِیۡمُ ۝ قُلۡ اَرُوۡنِیَ الَّذِیۡنَ اَلۡحَقۡتُمۡ بِہٖ شُرَکَآءَ کَلَّا ؕ بَلۡ ہُوَ اللّٰہُ

الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ (اے نبی) کہدو کہ تمھیں آسمانوں اور زمین سے کون روزی دیتا ہے (اے نبی) کہدو اللہ اور ہم یا تم ضرور

ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں۔ (اے نبی) کہدو ہم نے جو جرم کیا تم اس سے نہ پوچھے جاؤگے اور تم جو کرتے ہو ہم اس سے

نہ پوچھے جائینگے۔ (اے نبی) کہدو ہمارا رب ہم سب کو (روزِ قیامت) جمع فرمائیگا پھر ہمارے درمیان عدل کے ساتھ حکم کریگا

اور وہی حکم کرنیوالا جاننے والا ہے۔ (اے نبی) کہدو مجھے انھیں دکھاؤ جنھیں تم نے اللہ

[1] حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں [2] ابن جریر۔ [3] ابن کثیر از
ابن مسعود رضی اللہ عنہ ومسروق وغیرہما۔ الفتاح۔ قال ابن عباس القاضی (ابن جریر) الفتاح۔ الحاکم۔ (مختار) ۱۲۔

کے ساتھ ساجھی بنا کر ملایا ہے ہرگز (کوئی اسکا شریک) نہیں۔ بلکہ وہی اللہ غالب حکمت والا ہے۔ یعنے آسمان سے پانی برسانا زمین سے کھیتی اگانا یہ کون کرتا ہے۔ اگر وہ شرم سے نہ کہیں تو تم کہدو کہ اللہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے سوا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ اور ہم یا تم کوئی ایک ان میں سے حق پر ہے اور دوسرا باطل پر۔ لیکن جب ہم نے توحید کا ثبوت دیدیا تو تمھارے گمراہ ہونے میں کچھ شک نہ رہا۔ اب نہ ہمیں تم سے کچھ تعلق ہے اور نہ تمھیں ہم سے۔ ہاں قیامت کے روز اللہ تعالے ہمیں اور تمھیں ایک میدان میں جمع فرما کے عدل کے ساتھ حکم کریگا پھر ہر شخص اپنے عمل کا عوض پائیگا۔ **بعد مذمت شرک و اثبات توحید رسالت کا اسطرح بیان فرماتا ہے۔** وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور (اے نبی) ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہوا ور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عموم رسالت کی تصریح ہے۔ کہ آپ عرب و عجم سب کے

كافة للناس - قال محمد بن كعب يعني الى الناس عامة (ابن كثير) اى كافا لهم عن المعاصي - والهاء فيه للمبالغة كقولهم علامة وراوية (مفردات) من الكف بمعنى المنع - لانها ان عمتهم وشملتهم فقد كفتهم ان يخرج منها احد منهم فانتصاب كافة على انها صفة مصدر محذوف (اى ارسالة كافة) ويجوز ان تكون حالا من الكاف (روح) ١ه ابن كثير ابن ابي حاتم سے اور وہ

رسول ہیں۔ جسطرح ایک دوسری آیت میں فرمایا۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ
جَمِيْعًا۔ بعد رسالت قیامت کا بیان ہے۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ
تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى
بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ اور کہتے ہیں یہ وعدہ (قیامت کا) کب ہوگا
اگر تم سچے ہو۔ (اے نبی) کہدو تمہارے لئے ایک روز کی میعاد ہے نہ اس سے ایک ساعت
پیچھے رہوگے اور نہ آگے بڑھوگے۔ اور کافروں نے کہا ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہ لائینگے
اور نہ اس پر جو اس سے پہلے ہے۔ اور کاش کہ (اے مخاطب) تو دیکھے جبکہ یہ ظالم اپنے
رب کے حضور میں کھڑے کئے جائیں گے (اس حال میں کہ) بعض بعض کیطرف گفتگو
کو لوٹائیں گے۔ ناتوان متکبروں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو بیشک ہم مومن ہوجاتے

النصف ع ۹ آیت ۲۹ تا ۳۲

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ابن عباس سے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان والوں پر اور انبیاء پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے عرض کی انبیاء پر کس چیز سے فضیلت دی ہے۔ فرمایا اللہ تعالے نے فرمایا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمایا وما ارسلناك الا كافة للناس پس آنحضرت

فضیلت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اور متکبر ناتوانوں کو جواب دیں گے کیا ہم نے تمھیں ہدایت سے روکا بعد اس کے کہ
وہ تمھیں پہنچی بلکہ تم (خود ہی) مجرم تھے۔ ان آیتوں میں قیامت کا بیان ہے۔ اور
کافروں کا اس قرآن سے انکار۔ اور اسکی پاداش و سزا کے وقت منازعت کفار اور
باہم تکرار۔ متبعین کا اپنے سرداروں سے کہنا کہ تم نے ہمیں مسلمان ہونے سے روکا پھر
انکا جواب کہ ہم نے صرف گمراہی کی دعوت دی۔ اور تم اپنی خواہش سے آپ خراب
ہوئے۔ پھر ان کمزوروں کا دوبارہ کہنا اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ
۳۳ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ
نَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور ناتوانوں نے متکبروں سے
کہا بلکہ رات دن کا مکر (جو تم ہمارے ساتھ کرتے تھے) جبکہ تم ہمیں حکم کرتے تھے کہ اللہ کیساتھ
کفر کریں اور اس کے لئے شریک ٹھہرائیں۔ اور جب عذاب دیکھیں گے تو پشیمانی چھپائینگے

مکر الیل - ای مکرکم بنا فی الیل - فحذف المضاف الیه واقیم مقامه الظرف اتساعا یعنی اتسع فی
الظرف باجرائه مجری المفعول به - او جعل لیلهم ونهارهم ماکرین مجازا (روح مختصرا) واسروا
ای اخفی الفریقان من الذین ظلموا الندامة علی الضلال والاضلال لانهم بهتوا بما عاینوا فلم
یقدروا علی النطق - او اظهروا الندامة فانه من الاضداد - اذ الهمزة تصلح للاثبات والسلب
کما فی اشکیته (خفاجی) اغلال - الغل اصله تدرع الشیء وتوسطه - فالغل مختص بما یقید به
فیجعل الاعضاء وسطه وجمعه اغلال (مفردات) هل - کلمة استفهام وقد یکون بمعنی الجحد (قاموس)

اور ہم نے کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالدئے۔ نہیں بدلہ دئے جائیں گے
مگر اُسکا جو وہ کرتے تھے۔ غرض دونوں گروہ دل میں پشیمان ہوں گے۔ اور بیبت سے
منہ سے کچھہ نہ کہہ سکیں گے۔ اور اپنے عمل سے عذاب میں گرفتار رہوں گے۔ اس سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی اُخروی دیتا ہے۔ پھر تسلّی دنیوی اسطرح دیتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ آیت ۳۴

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے آسودہ لوگوں نے
کہا بیشک تم جس کے ساتھ بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔ مال داروں اور متکبروں کے
قول کا کچھہ اعتبار نہیں وہ اپنی خود سری سے ہر نبی کو جھٹلاتے تھے اور اسطرح کہتے
تھے۔ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ آیت ۳۵ تا ۳۷
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اور کہنے لگے
ہم مال اور اولاد کے اعتبار سے بہت زیادہ ہیں اور ہمیں عذاب نہ کیا جائیگا۔ (اے نبی)

مترفوھا ۔ الترفۃ التوسع فی النعمۃ ۔ یقال اترف فلان فھو مترف (مفردات) لہ ایک کافر نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک رسول اللہ ہیں۔
آپنے پوچھا کہ تو نے یہ کہاں سے جانا۔ عرض کی کہ ہر نبی کے پیرو ذلیل و غریب ہی ہوئے ہیں (جسطرح آپکے
پیرو ہیں) پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ وما ارسلنا فی قریۃ الآیہ۔ آپنے اس شخص کے پاس کہلا بھیجا کہ
اللہ تعالےٰ نے تمہارے قول کی تصدیق نازل فرمائی (مختصراً از ابن کثیر) ۱۲ ۔

تصدیق رسالت

کہدو بیشک میرا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کرتا ہے اور (جس کیلئے
چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے ولیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ کافروں نے کہا کہ جب خدا نے دنیا میں
ہمیں اس ناز و نعمت سے سرفراز فرمایا ہے تو آخرت میں بھی عذاب نہ کریگا۔ لیکن انکا یہ خیال
بالکل باطل ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ دنیوی کثرت و قلت کسی شخص کی عزت
وذلت کی دلیل نہیں۔ بلکہ یہ ہماری مشیت و حکمت ہے۔ ہاں اسکے قرب کی دلیل توحید
و نیک عمل ہیں جسطرح فرمایا۔ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى
اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ
اٰمِنُوْنَ ○ اور تمھارے مال اور تمھاری اولاد ایسی نہیں کہ ہمارے پاس تمھارا درجہ
نزدیک کردیں مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے تو انہی کیلئے دوہرا بدلہ ہے بسبب اسکے
جو انھوں نے کیا اور وہ بالاخانوں میں مطمئن رہیں گے۔ اسمیں ان کے استدلال کا
فساد بیان فرمایا کہ مال و اولاد موجب تقرب الٰہی نہیں ہے بلکہ ان سے محبت زیادہ
ہونمیں خدا سے دور ہوجانیکا خوف ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا ہے ولیکن تمہارے دل

الْغُرُفٰتِ جمع صیغہ مفرد کے ساتھ جنس کے اعتبار سے اس لئے کہ ہر ایک کے لئے ایک غرفہ ہوگا۔

زُلْفٰی۔ ازلفه قربه۔ والزلفة والزلفٰى القربة والمنزلة۔ وهي اسم المصدر كانه قال بالتي تقربكم عندنا ازلافا (مختار) ازلافا اى تقريبا۔ جَزَآءُ الضِّعْفِ۔ من اضافة المصدر الى المفعول تقديره فاولئك لهم ان يجازوا الضعف (نيشاپوری) الْغُرُفٰتِ۔ جمع غرفة اى علية من البناء (مفردات) ۱۲۔

اعمال کو دیکھنا ہے! مولانا روم تو اپنے جسم کیطرف بھی زیادہ متوجہ ہونیسے منع کرتے ہیں ؎

در زمینِ دیگراں خانہ مکن	کارِ خود کن کارِ بیگانہ مکن
کیست بیگانہ تنِ خاکیِ تو	کز برائے اوست غمناکیِ تو

اسی مال وجاہ نے کافروں کو سرکش بنا کر حق بات کے روکنے پر آمادہ کیا جس طرح فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے ہرانے میں کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ (اے نبی) کہدو کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو وہ اسکا بدلہ دیتا ہے اور وہ سب روزی دینے والوں سے بہتر (روزی دینے والا) ہے۔ ہاں اگر مال میں سعادت ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

اے بسا امساک کز انفاق بہ	مالِ حق را جز بامرِ حق مدہ

مُعٰجِزِیْنَ - ابتدائے سورہ میں اسکے معنے گذرے۔ ۱؎ یہاں تنگی وفراخی بسبب لفظ لہ کے ایک شخص میں باعتبار دو وقتوں کے ہے یعنے ایک ہی شخص کی روزی کبھی کشادہ کرتا ہے اور کبھی تنگ۔ اور سابق میں باعتبار دو شخصوں کے ہے یعنے کسی کی روزی کشادہ کرتا ہے اور کسی کی تنگ۔ ۲؎ یعنے جو کہ روزی پہنچانے میں واسطہ ہیں۔ ۱۲

حدیث میں ہے کہ دو فرشتے ہر صبح میں ندا کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے الٰہی سخی کو عوض دے۔ دوسرا کہتا ہے بخیل کا مال ہلاک کر۔ اب کافروں کا انجام کار بیان فرماتا ہی

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا

سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ

مُّؤْمِنُونَ ۝ اور جس دن وہ ان سبکو جمع کریگا پھر فرشتوں سے کہیگا کیا یہی لوگ تمہاری

پرستش کرتے تھے۔ فرشتے بولیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے نہ کہ وہ۔ بلکہ یہ لوگ

جنات کو پوجتے تھے ان میں کے اکثر انھیں پر ایمان لائے تھے۔ یعنے شیاطین کے وسوسے

غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ گویا کہ انھیں پوجتے تھے۔ غرض اس سوال و جواب سے

یحشرھم جمیعا ثم یقول حفص کے سوا سب قرا نون متکلم کے ساتھ دونوں فعلوں میں

لہ ابن کثیر۔ مولانا نے اس حدیث کو اس طرح نظم کیا ہے

گفت پیغمبر کہ دایم بہر پند	دو فرشتہ خوش منادی می کنند
اے خدا تو منفقان را دہ خلف	وے خدا تو ممسکاں را دہ تلف

حضرت ابراہیم ادہم نے ایک شخص سے فرمایا کہ خواب میں ایک روپیہ اچھا یا بیداری میں ایک اشرفی اچھی ہے۔ کہا بیداری میں اشرفی اچھی ہے۔ فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے۔ دنیا کی اشیا کو چاہنا بعینہ خواب میں محبت کرنا ہے۔ اور آخرت کی چیزوں کو محبوب نہ رکھنا گویا بیداری میں نہ چاہنا ہے (روح) لہ شاید کہ بعض کفار کی حال کی اطلاع ملائکہ کو نہ تھی اس لئے اکثر کہا۔ یا یہ کہ ایمان عمل باطن ہے۔ اور عمل قلبی کی اطلاع جیسی کہ چاہیئے سوائے اللہ تعالٰے کے کسی کو نہیں۔ اور ظاہر پر حکم اکثری ہوتا ہے۔ یا اکثر کے معنے کل کے ہیں۔ یا بعض ایسے ہوں کہ جو اپنی قوم کی اتباع سے عبادت کرتے ہوں اور ایمان نہ لاتے ہوں۔ ۱۲

شرکین کی فضیحت و رسوائی مقصود ہے۔ ملائکہ تو ان سے بری ہو جائیں گے۔ رہے
شیاطین وہ بھی کسی کام نہ آئیں گے جس طرح فرماتا ہے۔ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ
آیات ۴۲ تا ۴۳
لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا
تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ پس آج تم میں سے کوئی کسی کے
نہ نفع کا مالک ہے اور نہ نقصان کا۔ اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب چکھو
جسے تم جھٹلاتے تھے۔ اور جب ان کے پاس ہماری صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو
کہتے ہیں کہ یہ (نبی) ایک شخص ہی ہے جو تمھیں ان سے جنھیں تمھارے باپ دادا
پوجتے رہے روکنا چاہتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) صرف بنایا ہوا جھوٹ ہے۔ اور
جب ان کے پاس حق بات آتی ہے تو کہتے ہیں یہ تو صریح جادو ہی ہے۔ کافر قرآن مجید
کو کبھی جھوٹ کبھی جادو کہتے۔ لیکن یہ انکی گفتگو محض کورانہ تقلید پر مبنی تھی جس طرح
آیات ۴۴ تا ۴۵
فرماتا ہے۔ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۝
وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

نکیرِ ع ۵
ورش ۹
وصل میں ۱۱
زیادتی یا
کے ساتھ۔

معشار۔ ای العشر (مفردات) جزء من العشرۃ۔ نکیر۔ ای انکاری وانکرت اذا فعلت بہ فعلا یردعہ (مفردات)

اور نہ ہم نے انھیں کچھ کتابیں دی ہیں جنھیں وہ پڑھتے ہوں اور نہ (اے نبی) تم سے
پہلے کوئی ڈرانے والا انکی طرف بھیجا ہے۔ اور ان کے اگلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا
اور حالانکہ یہ جو انھیں دیا تھا اُس کے دسویں حصہ کو (مشرکین مکہ) نہیں پہونچے
پس انھوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا تو میری پھٹکار کیسی ہوئی۔ یعنے اُن کے
پاس نہ کوئی کتاب ہے نہ رسول۔ اور وہ اس کے پہلے آرزو کیا کرتے تھے کہ عرب میں
بھی کوئی کتاب و رسول آئے جب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و احسان سے بھیجا
تو انکار کرنے اور جھٹلانے لگے۔ ان کے جھٹلانے سے کیا ہوتا ہے۔ ان کے پہلے لوگ
جو قوت والے گذرے ہیں انکا عذاب سے کیا حال ہوا۔ پھر بیچارے جو اُن کے
دسویں حصہ کی قوت[1] کو بھی نہیں پہنچ سکتے کس شمار میں ہیں۔ اسی لئے قبل عذاب
انھیں اسطرح نصیحت کرنیکا حکم فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا
لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ
يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ (اے نبی) کہدو میں تمھیں صرف ایک بات کی نصیحت ع ۱۴

[1] قال ابن عباس رضی اللہ عنہما معشار ما اٰتینا ھم اے من القوۃ فے الدنیا وکذا
قال قتادۃ والسدی وابن زید (ابن کثیر) فرادی۔ واحدا واحدا الفرد الذی
لا یختلط بہ غیرہ فھو اعم من الوتر واخص من الواحد وجمعہ فرادی (مفردات) الفرد
الوتر وجمعہ افراد وفرادی بالضم علے غیر القیاس کانہ جمع فردان (مختار)۔۱۲

کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے دو دو اور ایک ایک اٹھو پھر غور کرو (تو معلوم ہوگا
کہ تمھارے رفیق (یعنے پیغمبر) کو کسی قسم کا جنون نہیں ہے۔ وہ تمھیں صرف ایک سخت
عذاب سے جو سامنے ہے ڈرانے والے ہیں۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
بغیر تعصب اور خواہش نفسانی کے غور کرو دو دو آدمی ملکر سوچو تاکہ کثرت اقوال
سے پریشانی نہو۔ اور ہر ایک دوسرے سے اپنے دل کی بات بیان کرے۔ اور تنہا بھی
غور کرو۔ کیونکہ خلوت میں ذہن کو اچھی طرح یکسوئی حاصل ہوتی ہے تاکہ آپکی
رسالت اور عقل کامل کا ثبوت تمھیں ملجائے۔ اس سے بڑھکر اور کونسا ثبوت
چاہتے ہو کہ اس ناصح مشفق کو اس نصیحت سے کوئی غرض ذاتی نہیں۔ جسطرح فرماتا
ہے۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (اے نبی) کہدو میں نے جو مزدوری مانگی ہے وہ تمھارے ہی لئے ہے
میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے۔ اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔ یعنے سوال سے جو
اجرت حاصل ہو وہ تمھاری ہی ملک ہے۔ اس سے مراد سوال کی نفی ہے۔ یعنے
میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ اس لئے آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر زکوٰۃ حرام
ہوئی تاکہ کسی کافر کو یہ شبہ نہو کہ مال زکوٰۃ و صدقات سے اپنی آل کا نفع مقصود ہے
اب رہا یہ شبہ کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ خصوصیت کیا ہے۔ اسکا

آلِ رسول پر زکوٰۃ حرام ہے

الغیوب شعبہ و حمزہ کسرہ غین سے

جواب اسطرح دیتا ہے۔ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝

(اے نبی) کہدو بیشک میرا پروردگار حق بات ڈالتا ہے وہ غیب کی باتیں خوب جاننے والا ہے یعنے جو غیب داں ہے وہی جانتا ہے کہ کون شخص رسول ہونیکے لایق ہے پھر اُسپر اپنی وحی القا کرتا ہے۔ اب رہا یہ شبہ کہ اسلام کی ترقی پائدار نہیں پھر کفر کو غلبہ ہوجائیگا۔ اسکا جواب اسطرح ادا فرماتا ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۝ (اے نبی) کہدو کہ حق آیا اور نہ باطل ظہور کریگا اور نہ اعادہ کریگا۔ اس آیت کا نزول مکہ میں ہوا جسوقت مشرکو نکا زور وشور تھا لیکن یہ زبردست پیشگوئی کہ کفر عرب سے نابود ہوجائیگا اچھی طرحسے پوری ہوئی اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ اس آیت کو پڑھکر بتوں کو گراتے تھے" گویا زبان حال سے فرماتے تھے کہ ہماری پیشگوئی پوری ہو رہی۔ پھر رسالت کے ثبوت میں ایک اور وجہ بیان فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۝ (اے نبی) کہدو اگر میں

وما یبدیٔ۔ مایبدیٔ ومایعید۔ یہ کلمہ عرب میں ایک ضرب المثل تھا کہ جب کوئی قوم بالکل نیست ونابود ہوجاتی تھی تو اسکی نسبت بولا کرتے تھے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لم یبق الباطل مقالة ولا ریاسة ولا کلمة۔ (ابن کثیر) لہ بخاری ومسلم ونسائی وترمذی (از ابن کثیر مختصراً) ۱۲

گمراہ ہوا تو صرف اپنے نفس کے سبب سے گمراہ ہوگا - اور اگر میں نے راہ پائی تو بسبب اسکے جو میرے رب نے میری طرف وحی کی ہے ۔ بیشک وہ سننے والا قریب ہی یعنے نفس کا تابع گمراہ ہوتا ہی ۔ میں تو وحی الٰہی کا تابع ہوں مجھے ہر طرح سے ہدایت حاصل کیونکہ اللہ تعالے سنتا ہے اور نزدیک ہی پھر کس طرح مجھے گمراہ ہونے دیگا مثل مشہور ہے استاد ہی پاس ۔ کام آئے راس ۔ ہاں جس سالک کو ابھی وصال نہیں ہوا ہی البتہ وہ سخت اضطراب میں ہی ۔

دوست نزدیک تر از من بمن است	ویں عجب ترکہ من از وے دورم
چہ کنم با کہ تواں گفت کہ او	در کنار من و من مہجورم ؛

اور جو لوگ اس سے بالکل غافل میں تو پردہ غفلت دور ہوتے ہی انکی یہ حالت ہوگی جسطرح فرماتا ہے ۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

لہ فانما یضل من تلقاء نفسہ (ابن کثیر) من مکان قریب ۔ من ظہر الارض الی بطنہا او من الموقف الی النار (بیضاوی) ای بل اخذوا من اول وھلۃ (ابن کثیر) التناوش النوش التناول ۔ وتناوش القوم کذا تناولوہ (مفردات) وھو تمثیل حالہم فی الاستخلاص بالایمان بعد ما فات عنہم (بیضاوی) یقذفون ۔ القذف الرمی من بعید استعیر

مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ اور
(اے نبی) تم اگر دیکھو گے (تعجب کرو گے) جبکہ وہ گھبرائیں گے اور نہ بچ سکیں گے
اور نزدیک جگہ سے (یعنی آسانی سے) پکڑے جائیں گے۔ اور کہیں گے ہم ان
(محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے۔ اور اتنی دور سے (ایمان) کہاں سے
انکے ہاتھ آسکتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ انھوں نے پہلے اسے (یعنی رسول سے)
انکار کیا ہے۔ اور دور جگہ سے بے دیکھے تیر چلاتے ہیں۔ (یعنی رسول پر بدگمانی
سے طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں) (اب) ان میں اور ان چیزوں میں
جنہیں وہ چاہتے تھے روک کر دی گئی جیسا کہ پہلے ان جیسے لوگوں کے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) للشتم والعیب کما استعیر الرمی (مفردات) ولعله تمثیل لحالهم فی ذٰلك
بحال من یرمی شیأ لایراه من مکان بعید لامجال للظن فی لحوقه (فباء بالغیب بمعنی فی
لے فی محل غایب عن نظره اوللملابسة) بیضاوی - ویقذفون بالغیب - ویرجمون
بالظن والمراد منه المظنون تفسیر للغیب بمعنی الغایب - فالمعنی یتکلمون بما لم ینشأ عن
تحقیق ویظهرهم من مکان بعید - ای من جهة بعیدة من حاله علیه السلام حیث
ینسبونه الی الشعر والسحر - باشیاعهم - الاشیاع جمع شیع وهی جمع شیعة فالاشیاع جمع الجمع
(ابن جریر) مریب - موقع فی الریبة او ذی ریبة (بیضاوی) حاصله انه اما من ارابه اوقعه
فی ریبة وتهمة فالهمزة للتعدیه او من اراب الرجل ای صار ذا ریبه وهو مجاز اما بتشبیه
للشك بانسان علی انه استعارة مکنیة وتخییلیة او علی انه اسناد مجازی اسند فیه

ساتھ کیا گیا بیشک وہ لوگ (دنیا میں) بڑے شک میں پڑے تھے۔ ان آیتوں میں کافروں کی محرومی و نا امیدی کا بیان ہے کہ وہ قیامت کے روز گھبرائیں گے لیکن گھبرا کر کہیں جا نہ سکیں گے بلکہ آسانی سے گرفتار ہو جائیں گے اس وقت ایمان لائیں گے مگر ایمان انھیں نفع نہ دیگا۔ کیونکہ محلّ قبولِ ایمان یعنی دنیا سے دور ہو کر دارِ آخرت میں آگئے ہیں جو دارِ جزا ہے نہ کہ دارِ ابتلا۔ اس سے پہلے یعنی دنیا میں تو وہ کفر کرتے تھے اور بغیر دیکھے گمان کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی عیب لگاتے تھے جو آپکی شان سے بہت ہی بعید ہیں۔ اب نجات تو یہ حاصل ہو سکتی ہے اور نہ مال و اولاد ہی مل سکتی ہے۔ غرض کسی طرح انکی کوئی خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔ ان کے پہلے لوگوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا یعنے وہ اپنی خواہشوں سے محروم رہ گئے۔ کیونکہ یہ لوگ دنیا میں شک در شک میں پڑے ہوئے تھے اسی لئے عذاب دیکھنے کے بعد انکا ایمان لانا مقبول نہ ہوگا۔ قتادہ نے فرمایا کہ شک و شبہ سے بچو۔ کیونکہ جو شخص شک پر مریگا وہ شک پر ہی اٹھایا جائیگا اور یقین والا یقین پر۔ اللہ تعالے تمام مسلمانوں کا خاتمہ یقین پر کرے۔ آمین

(بقیہ گذشتہ) ما لصاحب الشك للشك للمبالغة فتامله (خفاجے) حریب۔ یقال رابنی کذا و ازابنی فالریب ان تتوهم بالشیئ امرا فینکشف عما تتوهمه (مفردات) [۵۱] اگرچہ بعض مفسرین نے قتل بدر اور موت مراد لی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد روز قیامت ہے۔ دونوں میں منافات نہیں کیونکہ موت کے بعد ہی قیامت کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔ (ابن کثیر) [۵۲] قال ابن عباس رضی اللہ عنهما طلبوا الرجعة الى الدنيا والتوبة مما هم فيه وليس بحين رجعة ولا توبة وكذا قال محمد بن كعب القرظي رحمه الله (ابن كثير) [۵۳] ابن کثیر۔ ۱۲

اعلانات میں ختم ہوا